TQ Lesson 229 Surah Saba 31-39 tafsir

آپ نے دیکھ لیا اور اس کے بعد تلاوت بھی آپ نے سنی اور ایسا کوئی نیا لفظ نہیں ہے جسےمشکل الفاظ کے طور پر آپ کے سامنے رکھا جاتا تو اب دیکھتے ہیں کہ تلاوت کے بعد ان آیات میں اللہ تعالی نے مجھے اور آپ کو کیا حکم دیا ہے کونسی باتیں میرے اور آپ کے سامنے رکھی ہیں اور اگر آپ ان آیات پر غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ یہاں پر اللہ تعالی ایک خاص بات بتا رہے ہیں اور وہ بات کیا ہے کہ دنیا میں دو فریقوں کا جو مکالمہ ہے وہ یہاں پر بیان کیا جارہا ہے اور دو فریق کونسے ہیں ؟ نمبر 1. **مطیع** ، اطاعت کرنے والے کمزور قسم کے لوگ ہیں اور نمبر 2. **مطاع**، وہ فریق ہیں جس کی اطاعت کی جاتی ہے تو جو کمزور قسم کے لوگ ہیں وہ کون ہیں؟ آپ ان کو عوام کہہ سکتے ہیں آپ اس کو غریب لوگ کہہ سکتے ہیں آپ ان لوگوں کو مطیع کہہ سکتے ہیں جو دوسروں کا کہنا مانتے ہیں اور دوسروں کے پیچھے چلتے ہیں اور پیچھے چلنے کا مقصد کیا ہوتا ہے اس کی کیا وجہ ہوتی ہے کبھی سماجی دباؤ ہوتا ہے، کبھی ان سے وہ مرعوب ہوتے ہیں کبھی ان سے کوئی امید ہوتی ہے، کبھی کسی کی دولت کی وجہ سے، کسی کی قوت کی وجہ سے، کسی کی کرسی کی وجہ سے، کسی کے علم کی وجہ سے بہرحال کسی بھی وجہ سے کسی کی اطاعت کی جاتی ہے تو دو گروہ ہیں ایک اطاعت کرنے والا اور دوسرا وہ جن کی دنیا میں اطاعت کی جاتی رہی۔ یہ ہر دور میں رہا ہر نبی نے جب دعوت پیش کی تو معاشرے میں دو طرح کے لوگ تھے کچھ سردار قسم کے تھے جیسے سیاسی امام تھے چوہدری قسم کے جس میں مولوی ،استاد، دولتمند "**مترفین**" یعنی کوئی بھی لوگ آسکتے ہیں جن کا بھی کہنا مانا جاتا ہے اور دوسرے ہوتے ہیں ماننے والے مکہ میں بھی کچھ سردار تھے اور کچھ ان کا کہنا ماننے والے تھے اور آج بھی آپ دیکھیں کہ معاشرہ دو گروہوں میں تقسیم ہے ایک آنکھیں بند کرکے پیچھے چلنے والے ہوتے ہیں وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کوئی مجھے کام کہہ رہا ہے یا جو بات کہہ رہا ہے وہ بات

کہنے والا کون ہے اور وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے غلط راستہ بتا رہا ہے لیکن اس کے پیچھے چلتے رہتے ہیں۔ بہت خوبصورت انداز ہے

آیت نمبر 31۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ ۚ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ

ترجمہ۔ یہ کافر کہتے ہیں کہ "ہم ہرگز اِس قرآن کو نہ مانیں گے اور نہ اس سے پہلے آئی ہوئی کسی کتاب کو تسلیم کریں گے" کاش تم دیکھو اِن کا حال اُس وقت جب یہ ظالم اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے اُس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ "اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے"

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا کہا، ان لوگوں نے جنہوں نے انکار کیا تو کفر کرنے والوں نے انکار کرنے والوں نے کیا کہا؟ **لَنْ نُؤْمِنَ** اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر "**مَا**" نہیں آیا "**لا**" نہیں آیا اس کی بجائے "**لن**" آیا ہے **لن** تاکید کے لئے آتا ہے اور **فعل** مضارع پر داخل ہوتا ہے اور عام طور پر فعل مضارع دو معنی دیتا ہے (حاضر) حال کا بھی اور مستقبل کا بھی اور جب "**لن**" داخل ہو جاتا ہے تو پھر اس کے معنی کیا ہو جاتے ہیں کہ ہرگز ہم نہیں مانیں گے، ہرگز ہم اس کو نہیں مانتے **لَنْ نُؤْمِنَ** تاکید کے لئے ہے کفر کرنے والے کہتے ہیں کہ ہرگز ہم نہیں مانتے **بِهَٰذَا** اس کو اور **هٰذَا** یہ تحقیر کے لئے، حقارت کے لئے آتا ہےجیسے کوئی بڑی سی چیز آپ کے سامنے لا کر پیش کرے اور آپ کہیں کہ **هٰذَا، هٰذِهٖ** "یہ" بعض اوقات کوئی انسان آپ کو لا کر کوئی پیغام دیتا ہے اور آپ کہیں کہ

اچھا یہ پیغام لے کر آیا ہے میں تو نہیں اس کو مانتی تو **هٰذَا** تحقیر کے لئے ہے اور یہ آیا کس کے لئے ہے؟ **الْقُرْآنِ** قرآن کے لئے آپ سوچئے کہ کیسا تھا ان کا انکار اور کیسی تھی ان کی انکار میں شدت کافر کہتے ہیں کہ ہم ہرگز اس قرآن کو نہیں مانیں گے **وَلَا** اور نہ **بِالَّذِي** **الَّذِی** کے دو معنی ہیں **بَ** ساتھ **الَّذِی** ایک معنی تو ہیں کہ پہلی کتب جیسے تورات، زبور، انجیل ہم وہ بھی نہیں مانیں گے وہ جو کتابیں آئیں ہیں ہم اس کو بھی نہیں مانتے اور دوسرے اس کے معنی ہیں **الَّذِی** وہ جو۔ مراد کیا ہے ؟ قیامت کا دن دارِ آخرت عذاب کہ ہم جو قیامت اور آخرت اور عذاب کی بات ہے اس کو نہیں مانتے **بَيْنَ يَدَيْهِ** **بَيْنَ** کس کے لئے آتا ہے ؟ درمیان۔ بعض اوقات سامنے کے معنی بھی دیتا ہے اور **يد** ہاتھ کو کہتے ہیں اور ہاتھ یہاں پہ **يَدَيْنِ** تھا نون گر چکا ہے تو **يَدَيْ** سے مراد کیا ہے سامنے کی چیز اب سامنے کی چیز کیا ہے؟ **وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ** اور وہ چیز جو کہ دونوں ہاتھوں کے سامنے ہے دونوں ہاتھوں کے سامنے سے کیا مراد ہے؟ جو سامنے پیش کی گئی ہے اس سے مراد ایک معنی تو یہ ہیں کہ وہ کتابیں جو پہلے آ چکیں اس کو بھی نہیں مانتے اور قرآن کو بھی نہیں مانتے دوسرے معنی یہ ہیں کہ یہ جو بات کہی جاتی ہے کہ قیامت آئے گی پھر عذاب ہوگا اور پھر سزا ملے گی اور آخرت کا گھر ہے اور دنیا میں انسان مر مٹ کر ختم نہیں ہو جائے گا تو یہ جو قیامت کی خبر دی جاتی ہے اس کو نہیں مانتے اس کا انکار کرتے ہیں کیونکہ قرآن کیا بتاتا تھا کہ قیامت آنے والی ہے آگے ایک زندگی ہے تو وہ قیامت کا انکار کرنے والے تھے اور پچھلی کتابوں کو نہیں مانتے پچھلی کتابوں نے کیا خبر دی تھی؟ کہ نبی آئے گا قرآن آئے گا اور یہ اہل مکہ کیا کرتے تھے ؟ وہ یہودیوں سے سن سن کر کیا کہتے تھے اور اہل کتاب کیا کہتے تھے؟ کہ ایک نبی آنے والا ہے اور اہل مکہ انکار کر رہے تھے لیکن اہل کتاب کیا کہتے تھے کہ وہ نبی اگر ہم میں سے آتا تو ہم ایمان لے آتے پہلے بتاتے رہے اور بعد میں وہ منکر ہو گئے تو بات کیا ہوئی کہ اللہ کے رسول کا انکار اور قرآن کا انکار پہلی کتابوں کا بھی انکار ہے جس نے قرآن کا انکار

کیا اس نے توحید کا انکار کیا اس نے رسالت کا انکار کیا اس نے قیامت اور آخرت کا انکار کیا تو یہاں پہ کیا بات سامنے آئی کہ کافر یہ کہتے ہیں کہ ہم اس قرآن کو ہرگز نہیں مانیں گے اور نہ ہی اس سے پہلے آئی ہوئی کتابوں کو تسلیم کریں گے **وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ** یا پھر اس کا آپ یہ ترجمہ کریں گی کہ قرآن نے جو دعوت دی ہے قیامت کی اور عذاب کی اور دوسری زندگی کی اس کو نہیں مانتے سامنے کی چیز کو نہیں مانتے ۔ **وَلَوْ تَرَىٰ** اب یہاں پہ قیامت کے دن کی منظر کشی کی جا رہی ہے **وَلَوْ** اور کاش **تَرَىٰ** تم دیکھتے کاش تم دیکھو **إِذِ الظَّالِمُونَ** **إِذِ** جو ہے **اُذْ**□**كُرُ** کا مخفف ہے یاد کرو **الظَّالِمُونَ** ظالم اور سب سے بڑا ظلم کیا ہے شرک کرنا **يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (13۔ لقمان)**" بیٹا! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے"۔ آپ پڑھ چکیں تو ظالم کون ہیں؟ مشرک ہیں اور اندھیرے کو ظلمت کہتے ہیں رات کو بھی ظلمت کہا جاتا ہے **کافرۃ** بھی رات کو کہا جاتا ہے اور ظلم کیا ہے کسی چیز کو اس کی صحیح جگہ پہ نہ رکھنا کاش کہ تم دیکھو کاش کہ تم تصور کر سکو اب آپ دیکھیں کہ یہ بھی ایک مثال ہے کہ حشر کے میدان کا تصور کیا جائے **مَوْقُوفُونَ** یہ اسم مفعول ہے **موقوف** کی جمع **مَوْقُوفُونَ** ہے **(و ق ف)** سے ہے اور اس کا مطلب ہے وقفہ ہونا جیسے کسی کو ٹھہراؤ ہوتا ہے جیسے کسی چیز میں ایک وقفہ آ جاتا ہے۔ تو جب ان کو ٹھہرایا جائے گا گویا کہ ان کی بے بسی کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ آج یہ بڑھ چڑھ کر بولتے ہیں اور کفر کرتے ہیں اور شرک کرتے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں اور قرآن اور رسول اور اسلام کے بارے میں کیا کیا باتیں کہتے ہیں کاش کہ تم قیامت کے دن کا تصور کرو کہ جب ان ظالموں کا حال یہ ہوگا **مَوْقُوفُونَ** یہ کھڑے کیے جائیں گے ان کو کھڑا کر دیا جائے گا ذرا تصور تو کریں اس وقت کا کہ جب یہ کھڑے ہوں گے اور کھڑے بھی کہاں ہوں گے **عِنْدَ رَبِّهِمْ** اپنے رب کے پاس ایسے نہیں کہ یوں ہی کسی عام انسان کے پاس ان کو کھڑا کر دیا جائے وہ دن اتنا سخت ہوگا کہ یہ اللہ رب العزت کے سامنے کھڑے

کئے ہوں گے اور آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات **قدیر** ہے اور اللہ حساب لینے والا ہے کیسا حساب لینے والا ہے **حسیب** ہے پھر اللہ تعالیٰ **قھار** ہے تو اس اللہ کے سامنے یہ لوگ کھڑے کر دئیے جائیں گے اور قرآن مجید میں ہمیں یہ مضمون اور جگہ پہ بھی ملتا ہے اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں **أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ () لِيَوْمٍ عَظِيمٍ () يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (4-6۔ المطففين)**"کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟ اُس دن جبکہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے"۔ تو آج یہ اللہ کا انکار کرتے ہیں ناشکری نمک حرامی کفر کرتے ہیں اچھا جب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ہو رہا ہوگا حساب کتاب۔ **يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ ۨ الْقَوْلَ** یہ **بَعْضٍ** تھا اور ایک زیر جس کو نون قطنی کہتے ہیں اس کو آپ دیکھیں چھوٹا سا نون ڈال کر اور پھر زیر ہے اور پھر ہم اس کو پڑھتے ہیں (تنوین کے بعد اگر ہمزہ وصلی ہو،اسکے بعد حرف ساکن یا مشدد ہو تو تنوین کو قاعدہ کے مطابق زیر دیں گے،تو وہاں چھوٹا سا **"ن"** لکھ دیا جاتا ہے **بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ**) تو اب یہاں پہ مختصر بات بتائی ہے کہ **يَرْجِعُ (ر ج ع)** سے ہے اور **يَرْجِعُ** لازم و متعدی کے معنی میں آتا ہے لوٹنا اور لوٹانا لیکن یہاں پر لوٹانے کے معنی میں ہے کہ یہ لوٹائیں گے **بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ** ایک دوسرے کی طرف لوٹائیں گے کیا لوٹائیں گے ؟ مال و دولت نہیں **الْقَوْلَ** بات۔ بات کونسی عام بات نہیں ایک دوسرے پر الزام دھریں گے ایک دوسرے کو ملزم ٹھہرائیں گے تو گویا کہ وہ دن اتنا شدید ہوگا وہ دن اتنا سخت ہوگا آج تو کفر اور شرک میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں دوست بنے ہوئے ہیں ساتھی بنے ہوئے ہیں محبت کرتے ہیں آخرت میں یہ ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے اور پھر ایک دوسرے پر الزام دھریں گے ملامت کریں گے برا بھلا کہیں گے **يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ** کہ ایک دوسرے پر وہ الزام دھریں گے تو یہ ہے اجمال مختصر بات کی کہ قیامت کے دن جو **مطاع** اور **مطیع** ہیں ان کی مکالمہ بازی کیسے ہوگی آگے اس کی تفصیل بتائی جا رہی ہے کیا مکالمہ بازی کریں گے؟ **يَقُولُ** وہ

کہیں گے **الَّذِينَ** وہ لوگ جنہیں **اسْتُضْعِفُوا** دبا کر رکھا گیا تھا ضعیف جو کمزور تھے اطاعت کرنے والے تھے غلام قسم کے لوگ یا پھر عوام **لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا** ان لوگوں کو جو کہ بڑے بننے والے تھے اور آپ کو پتہ ہے **(ا س ت) (ن س ت) (ی س ت)** کے معنی ہوتے ہیں مانگنا یہ **بابِ استفعال** سے ہوتا ہے تو وہ لوگ جو کبر مانگتے تھے اور یہ کون ہوتے ہیں؟ رہنما قسم کے لوگ جو معاشرے میں رہنمائی کرتے ہیں تو وہ جو **مطیع** تھے وہ اپنے جو **مُطاع** ہیں جن کا انہوں نے کہنا مانا ان سے کہیں گے **لَوْلَا أَنْتُمْ** اگر تم نہ ہوتے **لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ** تو یقینا ہم مومن ہوتے اصل میں ہم جو گمراہ ہوگئے اور آج ہم کٹہرے میں کھڑے ہیں اور آج جو یہ سزا ملنے والی ہے اور آج جو ہمارا یہاں پہ حال ہونے والا ہے اس کی ساری وجہ تم لوگ ہو اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے تو ہم ضرور ایمان لاچکے ہوتے بعض اوقات بعض طالبعلم سوچتے ہیں کاش کہ فلاں سے دوستی نہ کرتا تو یقیناً میں ٹاپ کرتا کیونکہ اس کے ساتھ میں نے اپنا بڑا وقت ضائع کیا۔ بعض اوقات کسی کو پولیس پکڑ لے آ کر اور ایک دوست نے تو ڈاکہ ڈالنا تھا۔ ایک دوست نے تو کسی کو تنگ کرنا تھا دو دوسرے ایسے ہی ساتھ چلے گئے چلو دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کرے گا اور جب پولیس پکڑتی ہے تو اس وقت سبھی کو پکڑ لیتی ہے جو ساتھ کھڑے ہوتے ہیں سبھی دھر لئے جاتے ہیں اور پھر اس وقت جب وہ عدالت میں کھڑے ہیں اور زنجیریں پہنی ہوئی ہیں تو اس وقت انسان کیا کہتا ہے کاش کہ میں نے اس کا ساتھ نہ دیا ہوتا، کاش کہ میں نے اس کا کہنا نہ مانا ہوتا، کاش کہ میں اس کے ساتھ آج نہ گیا ہوتا تو انسان دوسرے کو ملامت کرتا ہے دوسرے پر الزام دھرتا ہے اور قیامت کے دن بھی وہ کیا کہیں گے اپنے بڑے بننے والوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے **لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ** تو البتہ ہم مومن ہوتے

آیت نمبر 32۔ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ

ترجمہ۔ وہ بڑے بننے والے ان دبے ہوئے لوگوں کو جواب دیں گے "کیا ہم نے تمہیں اُس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی؟ نہیں، بلکہ تم خود مجرم تھے"

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا اب وہ جو امام تھے جو کبر اختیار کرنے والے، جو بڑے بننے والے تھے وہ کہیں گے **لِلَّذِينَ** ان لوگوں کو **اسْتُضْعِفُوا** جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے **أَنَحْنُ** یہاں پہ "أَ" ھمزہ یہ استفہام انکاری ہے وہ کیا کہیں گے وہ یہ کہیں گے **أَنَحْنُ** کیا ہم نے **صَدَدْنَاكُمْ** تم کو روکا تھا، کیا ہم نے تمہیں منع کیا تھا **عَنِ الْهُدَىٰ** ہدایت سے **بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ** بعد اس کے کہ جب وہ تمہارے پاس آئی تھی **بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ** بلکہ خود تم مجرم تھے۔ تو کیا ہم نے تمہیں روکا تھا جیسے آپ سوالیہ انداز میں کسی سے کہتے ہیں کہ کیا میں نے منع کیا تھا کہ پرچے کی تیاری نہ کرو؟ کیا میں نے منع کیا تھا کہ تم نماز نہ پڑھو؟ کیا میں نے منع کیا تھا کہ تم یہ نیکی کا کام نہ کرو؟ آپ بعض اوقات اپنے بچوں سے بات کرتے ہیں یا دوستوں سے کہتے ہیں کہ میں نے تو منع نہیں کیا تھا؟ تو یہاں پہ بھی امام لوگ مطیع لوگوں کو، دبے ہوئے لوگوں کو جواب دیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں اس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی اصل بات کیا ہے **بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ** بلکہ تم خود مجرم ہو مثلاً آپ دیکھیں کہ قرآن کی کلاس کا flyer ہزاروں کی تعداد میں بانٹا گیا کچھ لوگ اس کلاس میں آئے اب بہت سے لوگوں تک flyer گیا اور کچھ لوگوں نے flyer کو پڑھا بھی سوچا بھی پھر جب وہ آنے لگے تو دوستوں سے مشورہ کیا تو کسی نے کہا لو بھئ ابھی تو بہت زندگی پڑی ہے ابھی سے جا کر علم حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے

(eat drink merry and die) پھر دیکھا جائے گا ابھی تو رنگ رلیاں اور خوشیاں منانے کے دن ہیں تو پھر کلاس میں نہ آئے اور پھر اس کے بعد انسان یہ الزام دھرے کہ فلاں کی وجہ سے میں کلاس میں نہیں آیا۔ ایک کہتی ہے آج امتحان ہے آج تو میں نہیں جا رہی ہے دوسری کہتی ہے تو چلو پھر میں بھی نہیں جاتی تو کیا دوسرے کی وجہ سے انسان کام نہیں کرتا تو انسان کیا کرتا ہے خود اپنی بدعملیاں ہوتی

ہیں اپنا نکما پن ہوتا ہے اپنے اندر **وھن** ہوتا ہے اپنی سستی اور کاہلی ہوتی ہے شیطان گناہوں کو اور سستی کو خوبصورت بنا بنا کر پیش کرتا ہے انسان کام نہیں کرتا اور پھر الزام دوسروں پر دھرتا ہے اور ہم عورتوں کی کیا عادت ہے کبھی شوہروں پہ الزام دھرتی ہیں اصل میں ہمارے شوہر ایسے ہیں بچاروں کو بعض اوقات خبر بھی نہیں ہوتی خود اپنے اندر ہی کمی ہوتی ہے کوئی کام کرنے کو دل اپنا مان نہیں رہا ہوتا یا نیکیوں میں آگے بڑھنے کو تو کبھی شوہر ،کبھی بچے ،کبھی والدین دوسروں پر ہم الزام دھرتے ہیں تو یہاں پہ بھی کیا ہے کہ عوام یہ کہیں گے کہ ہم جو ہدایت حاصل نہ کر سکے وہ اپنے لیڈروں پر الزام دھریں گے اور لیڈر کہیں گے **بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ** بلکہ تم ہی مجرم ہو آپ تصور تو کریں کہ حشر کا میدان رسول اللہ ﷺ انبیاء سب کھڑے ہیں نیک، متقی، شہید، صدیق ہر طرح کے لوگ ہیں اور ایسے میں کچھ لوگ مجرم ہیں اور اس میں اللہ رب العزت ہیں خود حساب کتاب لینے کے لئے **وَأُزْلِفَتِ ٱلْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ (31- ق)** جنت متقین کے قریب لائی گئی ہے اور جہنم کا حال کیا ہے **وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ (36-سورة النازعات)** اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی- جہنم کو بھی کھول کر سامنے رکھ دیا گیا ہے اور آپس میں اس وقت ندامت شرمندگی رونا دھونا اور الزام دھرنا -اور وہ لوگ جو دبے ہوئے تھے وہ کہیں گے

آیت نمبر 33- وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

ترجمہ- وہ دبے ہوئے لوگ ان بڑے بننے والوں سے کہیں گے، "نہیں، بلکہ شب و روز کی مکاری تھی جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہرائیں" آخرکار جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو اپنے دلوں میں پچھتائیں گے اور ہم اِن منکرین کے گلوں میں طوق

ڈال دیں گے کیا لوگوں کو اِس کے سوا اور کوئی بدلہ دیا جا سکتا ہے کہ جیسے اعمال اُن کے تھے ویسی ہی جزا وہ پائیں؟

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا اور وہ لوگ جو دبے ہوئے تھے وہ کہیں گے **لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا** ان لوگوں سے جنہوں نے کبر کیا تھا جو بڑے بنے تھے جیسے امام ہوتے ہیں بہت سے لوگ اماموں سے کہیں گے **بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ** بلکہ مکر تھا رات اور دن کا **إِذْ تَأْمُرُونَنَا** جب تم ہم کو حکم دیتے تھے کیا حکم ؟ **أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ** کہ ہم کفر کریں اللہ کے ساتھ **وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا** اور ہم بنائیں اس کے ساتھ شریک ۔اب آپ دیکھئے مکر کے معنی ہوتے ہیں چال کے اور کونسی چال خفیہ چال اور مکر اچھا بھی ہوتا ہے اور برا بھی ہوتا ہے۔ یعنی دونوں طرح کے مقصد کیلئے استعمال ہوتا ہے اصل بات یہ ہے کہ کون اس کو کس طرح سے استعمال کرتا ہے تو اب وہ جو اطاعت کرنے والے مطیع لوگ ہیں وہ کہیں گے کہ بلکہ رات اور دن کا وہ ایک مکر تھا گویا کہ شب و روز کی مکاری تھی صبح و شام اس کے حیلے اور بہانے تھے ایک وقت نہیں صبح شام **مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ** گویا کہ تم نے پروپیگنڈہ کی ایک مہم اٹھا رکھی تھی نہ رات چھوڑتے تھے نہ دن۔ دن رات تم مکرو فریب کے ذریعے ہمیں **الْهُدَىٰ** سے روکتے رہے اور **الْهُدَىٰ** کیا ہے ؟صراط مستقیم، رسول کا ساتھ دینا، قرآن کو سمجھنا اور اس پر چلنا، جنت کی تیاری کرنا، رب کو راضی کرنے کی فکر کرنا تو اب کمزور لوگ اپنے اماموں کو کہیں گے کہ رات اور دن کی ایک مکاری تھی، رات اور دن کا ایک فریب تھا، شب و روز کی چالیں تھیں، ہر وقت تم ہمارے پیچھے پڑے رہتے تھے ہر وقت تم پروپیگنڈہ کرتے تھے، ہر وقت نت نئے طریقے سے اس طرح سے جال پھیلاتے تھے ہر روز ہمیں پھانسنے کی کوشش کرتے تھے کہ اس طرح ہم نیکیوں سے ہٹ گئے **إِذْ تَأْمُرُونَنَا** یعنی صبح شام تم ہمارے پیچھے پڑے رہے اور ہمیں حکم دیتے رہے اور حکم بھی کیا کہ ہم

کفر کریں اللہ کے ساتھ شریک کریں **وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادً** اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہرائیں **أَنْدَادً۔ نِدٌّ** سے ہے اور اس کے معنی کیا ہیں؟ ویسے **ندا** کا مطلب ہوتا ہے پکارنا اور بلند آواز سے پکارنا **نادی** یہ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں تو **أَنْدَادً** کیا ہے کہ دوسروں کو یعنی جھوٹے معبودوں کو بھی اللہ کے ساتھ شراکت دار سمجھیں ان کو بھی اللہ کی خدائی میں، اللہ کے اختیارات میں، اللہ کی صفات میں ہمسر ٹھہرائیں تو دن رات تم نے ہم پہ ایسے جال پھینکے کہ ہم تمہارے جو جال تھے اس کے اندر آگئے ۔اور آپ دیکھیں کہ بعض اوقات یہ چودھری، سیاسی امام یا بعض اوقات جو نام نہاد عالم ہوتے ہیں تو وہ کیا کرتے ہیں کہ جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے عوام کی مت بھی مار دیتے ہیں ان کو بہکاوے میں لے آتے ہیں صراط مستقیم کا راستہ ہی نہیں دکھاتے۔ بہت سی رسموں کے جال ہیں کبھی آباؤاجداد کی بات کبھی یہ کہ جو پرانے لوگ تھے کیا وہ بے وقوف تھے تو اس طرح بہت سی رسمیں ہماری زندگی میں آج بھی قائم ہیں تو اب **مطیع مطاع** پر الزام دھریں گے اپنے اماموں پر اور انہیں کہیں گے کہ تم نے یہ ایک دفعہ نہیں کہا تھا اتنا کہتے تھے کہ نہ رات چھوڑی نہ دن چھوڑا اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض لوگ آپ کے پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں مثلاً آپ نے کلاس شروع کی آپ نے سوچا میں لیتی ہوں لیکن کسی نے کہا لو اب تم مصیبت میں پڑ گئ گھر آتی ہو پھر کھانا پکانا پڑتا ہے اور پھر بچوں کو دیکھنا پڑتا ہے اور دیکھو تمہارا تو رنگ ہی کالا لگ رہا ہے تمہاری صحت بڑی متاثر لگ رہی ہے ہر وقت تم قرآن کے ساتھ ہی لگی رہتی ہو اب تمہارے پاس اپنی ذات کے لئے تو کوئی وقت ہی نہیں ہے کبھی آپ کی ذات سے محبت کا احساس دلایا جاتا ہے کبھی آپ کی جوانی کبھی آپ کے بچے کبھی آپ کا گھر اور کبھی یہ کہ اب نہ تو وہ دعوتیں ہوتی ہیں نہ ناشتے نہ lunch brunch نہ وہ شامیں نہ وہ کپڑوں کا سینا نہ وہ خریداری پر جانا نہ وہ BBQ کرنا نہ وہ باغ میں جانا اب وہ بات ہی نہیں رہی یہ کس مشکل میں تم پڑ گئیں اوپر سے اب امتحان شروع ہو گئے پہلے تو لکھ کر امتحان ہوتا تھا اب زبانی ہونے لگا اور پھر

ساتھ ساتھ یہ بھی مشکل کے اب عمل بھی کرنا ہے یہ بڑی مشکل ہے تو پھر ہوتا کیا ہے کہ کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی کا وار چل جاتا ہے تو پھر کبھی امتحان چھوڑ دیتے ہیں کبھی چھٹیاں کرنی شروع کر دیتے ہیں کبھی کہتے ہیں اچھا برف کے ڈھیر لگے ہیں اور اب مجھے کیا ضرورت ہے جانے کے لئے پھر میں بھی گھر میں بیٹھ جاتی ہوں اور آن لائن بھی تو آ رہی ہے آواز چلو recording کر لیتی ہوں ساتھ میں کچھ اور کر لیتی ہوں اور میں فون کرلوں اتنے دنوں سے میں نے فون بھی نہیں کیا تو ہوتا کیا ہے کہ انسان جو صراط مستقیم ہے یا **الْهُدَىٰ ہے** سیدھا راستہ ہے، قرآن کا راستہ اس سے وہ پھر ہٹتا چلا جاتا ہے تو اس کے ایمان میں اس کے شوق میں اس کی آخرت کی تیاری میں ، رب کی ملاقات کی تیاری کے شوق میں فرق پڑنے لگتا ہے اس کے رویے اس کے مزاج میں تبدیلی آنے لگتی ہے تو اس وقت یہ آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کریں گے اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو کیا کریں گے ؟ **وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ** اور اپنی ندامت کو چھپائیں گے **(س ر ر) سِرّ** چھپانا اور آپ دیکھیں **شد** آئی ہے بہت زیادہ چھپائیں گے ندامت اور یہ کونسا چھپانا ہے ایک چھپانا ہوتا ہے کہ آپ ظاہری طور پر کوئی چیز چھپاتے ہیں اور ایک ہوتا ہے باطنی طور پر چھپانا اور یہ **وَأَسَرُّوا** قلبی کیفیت کا چھپانا ہے کیونکہ ندامت جو ہوتی ہے **نَدَمَ**(شرمندگی) دل کے اندر ہوتی ہے اب اصل میں مکالمہ بازی ہو رہی ہے ایک دوسرے پر الزام دھرا جا رہا ہے لیکن دل شرمندہ ہے کہ اصل میں میں تو ہدایت کے راستے پر خود ہی نہیں چلی میں خود ہی سنجیدہ نہیں تھی ۔ تو اب وہ کیا کریں گے ؟ وہ اپنی قلبی کیفیت کو باطنی کیفیت کو چھپائیں گے اور یہاں پہ ہے **وَأَسَرُّوا** استعمال ہوا ہے کہ سوال اور جواب آپس میں کر رہے ہیں مکالمہ بازی ہو رہی ہے اور عذاب سامنے دیکھ رہے ہیں **لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ** جبکہ وہ عذاب کو دیکھیں گے عذاب سامنے کھڑا ہے اپنی بدبختی پر پشیمان ہیں اور عذاب کیوں سامنے آیا ؟ اس لئے کہ اللہ نے ان کے کسی عذر کو قبول نہیں کیا **يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ** اللہ نے ان کا کوئی عذر نہیں سنا کوئی ان کا بہانہ ان کے

کام نہیں آیا ملزموں کا مجرموں کا اپنے بڑوں کو مورد الزام ٹھہرانا اور بڑوں کا چھوٹوں کو اب کچھ کام نہیں آیا سامنے عذاب نظر آ گیا ہے اور دل ہی دل میں شرمندگی کو چھپا رہے ہیں ندامت کر رہے ہیں **وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ** اور ڈال دیا ہم نے اغلال کو کہاں پہ **فِي أَعْنَاقِ** گردنوں میں **الَّذِينَ** ان لوگوں کی **كَفَرُوا** جنہوں نے کفر کیا، جنہوں نے انکار کیا اب آپ دیکھیں **الْأَغْلَالَ غل** کی جمع ہے اور طوق کو بھی کہتے ہیں اور زنجیروں کو بھی کہتے ہیں طوق کیا ہوتا ہے؟ یہ جو neck collar ہوتا ہے بعض اوقات کسی کی گردن میں درد ہوتا ہے تو آپ ایک collar استعمال کرتی ہیں ایک خاص پوزیشن میں گردن کو رکھنے کے لئے اس سے پھر آپ کو آرام ملتا ہے اور پرانے زمانے میں مجرموں کو ایسی زنجیریں پہنائی جاتی تھی جس سے گردن ایک خاص رخ پہ رہے اکڑی رہے اور یہ جو **الْأَغْلَالَ** ہے اس کا مادہ کیا ہے **(غ ل ل)** تو **غلل** کسی چیز کو اوپر اوڑھنا یا کسی چیز کے اندر گھس جانا دونوں معنی یہ لفظ دیتا ہے اب آپ دیکھیں کہ زنجیریں کیا کی جاتی ہیں اوپر اڑھا دی جاتی ہیں اور آپ کو پتہ ہے **غُل** لفظ دو طرح استعمال ہوتا ہے معنوی بھی اور مادی لحاظ میں معنوی طور پر کیا چیز **اغلال** ہے؟ کینہ ، کدورت، حسد جو دلوں کے اندر پایا جاتا ہے اور مادی لحاظ سے وہ چیز جو کہ اوپر ڈال دی جاتی ہیں جیسے طوق یا پھر زنجیریں تو کیا ہے کہ گردنوں کو خاص رخ میں رکھا ہوا ہے **وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ** قرآن میں کیا آیا ہے **۔عنق** کی جمع ہے **أَعْنَاقِ** اور گردن کو کہتے ہیں گردن کیلئے **جِيدِ** کا لفظ بھی آیا ہے خوبصورت لمبی گردن کو **جید** کہتے ہیں ابو لہب کی بیوی اِم جمیل اس کے لئے **جِيدِهَا** کا لفظ آیاہے تو اس کی گردن میں کیا ہوگی؟ **مونجھ** کی رسی ہوگی جو بٹی ہوئی ہوگی لیکن یہاں پہ **عنق** یہ کون سی گردن ہے؟ عام گردن ، تو ان کی گردنوں میں **الْأَغْلَالَ** ہوں گے تو اس طرح سے ان کے اوپر زنجیریں اور طوق ڈال دیئے جائیں گے بیڑیاں ہوں گی لوہے کی جس میں ان کی گردنوں سے ان کو جکڑا جائے گا یعنی گردنوں کو ہی جکڑ دیا جائے اور کسی کی گردن جکڑ دی جائے تو پورا جسم جکڑا

ہوا ہوتا ہے ہلا نہیں سکتے گردن کو **وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ** اور ان کی گردنوں میں **الْأَغْلَالَ** کیوں ڈالے جائیں گے؟ **الَّذِينَ كَفَرُوا** جنہوں نے کفر کیا۔ **هَلْ يُجْزَوْنَ** کیا جزا دی جا سکتی ہے **إِلَّا** مگر **مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** سوائے اس کے جو وہ عمل کرتے رہے تو اس کا نچوڑ کیا ہے عمل اور جزا ایک دوسرے سے مطابقت رکھتی ہے ان کا عمل کیا تھا؟ **اسْتَكْبَرُوا** کیا تھا تو تکبر ہوتا کہاں ہے؟ گردن میں دل میں سر میں تکبر سے گردن اکڑ جاتی ہے فرعون نے تکبر کیا تو کیا کیا **كذب، اسْتَكْبَرَ** ابلیس نے کیا؟ **إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (74- ص)** مگر ابلیس نے اپنی بڑائی کا گھمنڈ کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا تو انسان کیاکیا کرتا ہے چالیں چلتا ہے تو تکبر کیا تھا اللہ کا انکار اور دوسروں کی غلامی کا **قلادہ** لیا اپنی گردنوں پر ۔ دوسروں کا غلام بننا تو قبول کر لیا سماجی دباؤ، رسم و رواج، آباواجداد دنیا سے محبت کرنے والے چودھری قسم کے لوگوں کے پیچھے چلے اور اب شرما رہے ہیں ایک دوسرے پر الزام دھر رہے ہیں اور ہم نے بھی **اغلال** ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں پر اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا تو کیا جو عمل کیا گیا ہے اس کا بدلہ اس کے سوا کچھ اور بھی دیا جا سکتا ہے۔ وہ گردنیں جو تکبر سے اکڑ جاتی تھیں آج ان گردنوں پر طوق ڈال دیئے گئے ہیں جیسا اس نے عمل کیا ویسی ہی اس کو جزا مل رہی ہے تو گویا کہ عمل اور جزا میں مشابہت ہے آپ یہ بات یاد رکھیں **هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔** پھر فرمایا

آیت نمبر 34۔ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ

ترجمہ۔ **کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے کسی بستی میں ایک خبردار کرنے والا بھیجا ہو اور اس بستی کے کھاتے پیتے لوگوں نے یہ نہ کہا ہو کہ جو پیغام تم لے کر آئے ہو اس کو ہم نہیں مانتے**

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ اور نہیں بھیجا ہم نے **فِي قَرْيَةٍ** "میں قریہ" یہ نکرہ استعمال ہوا ہے اور **قَرْيَةٍ** کا لفظ چھوٹی بستی کے لئے بھی آتا ہے بڑی بستی کے لئے بھی گویا کہ کوئی بھی بستی یعنی ہم نے کسی بھی بستی میں بھیجا **مِنْ نَذِيرٍ** کوئی نذیر کوئی ڈرانے والا **إِلَّا** مگر **قَالَ مُتْرَفُوهَا** کہا اس کے مترفین نے **مُتْرَفُو** اصل میں **مُتْرَفُونَ** تھا نون گر چکا ہے یہ اسم مفعول ہےاس کا مادہ کیا ہے **(ت ر ف)** اور اس کے معنی ہوتے ہیں ناز اور نعمت کی فراوانی کے کسی کے پاس نعمتوں کی فراوانی ہو اغنیاء مالدار قسم کے لوگ قوم کے رئیس تو جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی بستی میں کوئی رسول بھیجا تو اس کے جو مترفین تھے انہوں نے کیا کہا **إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ** کہ بے شک ہم **بِمَا** جو کچھ **أُرْسِلْتُمْ** تم بھیجے گئے ہو **بِهِ** اس کے ساتھ **كَافِرُونَ** ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں تو بستی کے کھاتے پیتے لوگوں نے جو نذیر آیا جو ڈرانے والا رسول آیا اس نے جا کر لوگوں کو جب ڈرایا تو لوگوں نے کہا کہ جو پیغام تم لے کر آئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے، جس پیغام کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے تو یہاں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ مال و دولت اور اولاد کی کثرت نے ان کو ایسا نشے میں مبتلا کیا کہ انہوں نے توحید کا انکار کر دیا تو اب یہاں پہ رسول اللہ ﷺ **کو** تسلی جارہی ہے کہ اہل مکہ اگر آپ ﷺ کا انکار کر رہے ہیں تو کوئی بات نہیں ہر دور میں جب بھی کسی بستی میں کوئی رسول بھیجا گیا تو مترفین نے رسول کا صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ رسول کو مان کر ہی نہ دیا **إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ** تو **أُرْسِلْتُمْ بَهِ** کے اندر کیا بات ہے کہ جس رسالت کے تم مدعی ہو یہ تمہارا زعم ہے ہمارے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے ہم اس کا انکار کرتے ہیں

آیت نمبر 35. وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ

ترجمہ۔ **انہوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ ہم تم سے زیادہ مال اولاد رکھتے ہیں اور ہم ہرگز سزا پانے والے نہیں ہیں**

وَقَالُوا نَحْنُ اور وہ کہنے لگے **نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا** اور انہوں نے کہا ہم ہیں **أَكْثَرُ** اس کے معنی کیا ہیں ؟ بہت زیادہ۔ **اَفْعَلُ** کے وزن پر ہے اسم تفضیل کہ زیادہ ہیں **مال** کی جمع **أَمْوَالًا** ہے **ولد** کی جمع **أَوْلَادًا** اس میں ہر طرح کی اولاد شامل ہے تو ہم **مال** اور اولاد زیادہ رکھتے ہیں **وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ** اور ہم ہرگز سزا پانے والے نہیں ہیں تو ان کی دلیل کیا تھی کہ اللہ نے ہمیں بہت مال اور اولاد سے نوازا ہے ہم اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں تب ہی تو اللہ نے دنیا کی نعمتوں کی فراوانی ہم پر کی ہے تو جس طرح دنیا میں اللہ نے ہمیں بہت نوازا ہے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی ہمیں کوئی عذاب دینے والا نہیں ہے **وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ** تو وجہ کیا ہے کہ تم ہو غریب اور ہم ہیں امیر تم ہو کمزور اور ہم ہیں قوی دنیا میں ہم پر کوئی عذاب نہیں آیا تو آخرت میں ہم پر کیسے عذاب آئے گا تم جو ہمیں ڈرا رہے ہو کہ رسول کا انکار قیامت کا انکار توحید کا انکار کیا ہے کہ پھر قیامت اور عذاب۔ تو عذاب کوئی نہیں آنے والا۔

آیت نمبر 36۔ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ اے نبیﷺ، اِن سے کہو میرا رب جسے چاہتا ہے کشادہ رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا عطا کرتا ہے، مگر اکثر لوگ اس کی حقیقت نہیں جانتے

قُلْ کہہ دیجئے اے محمد ﷺ ان سے **إِنَّ رَبِّي** بے شک میرا رب **يَبْسُطُ الرِّزْقَ** رزق کو کھلا کر دیتا ہے (ب س ط) کھلا کرنا کشادہ کرنا فراوانی تو مال کی فراوانی کیا ہے کہ میرا رب کھلا رزق دیتا ہے **لِمَنْ يَشَاءُ** جس کو چاہتا ہے تو مال کا کسی کے پاس کثرت سے ہونا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اللہ اس سے راضی ہے بلکہ یہ کیا ہے یہ **استدراج** ہے آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں (استدراج) کہ مال کی کثرت کے ذریعے درجہ بہ درجہ اس کو امتحان کے ذریعے گناہ میں مبتلا کرتے چلے جانا تو یہ دولت یہ عزت یہ جاہ و منصب اللہ کے نزدیک قبولیت کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی مشیت کے تابع ہے اللہ کی مشیت اللہ کی حکمت کے تابع ہے یہ بات آپ یاد رکھ لیں کہ رہی دنیا تو یہ اللہ کی مشیت کے تابع ہے اللہ کے فیصلے بڑے حکیمانہ ہیں اور جہاں رزق کی تقسیم کی بات ہے تو یہ اللہ کی حکمت اور مصلحت ہے اگر کسی کو زیادہ مل رہی ہو کوئی امیر ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اللہ کا محبوب ہے اور اگر کسی کو کم دے رہا ہے اللہ ۔ **وَيَقْدِرُ** اور وہ کم کرتا ہے آپ دیکھ لیجئے کہ **وَيَقْدِرُ** کے ساتھ جو بات آئی ہے وہ کیا ہے **لِمَنْ يَشَاءُ** جس کو وہ چاہے اس کا یہ نہیں مطلب کہ رزق کی کمی اللہ کی ناراضگی کی دلیل ہے تو کیا ہے کہ اللہ تعالی جسے چاہتا ہے اس کو کم رزق دیتا ہے **وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ** اور اکثر لوگ اس بات کا علم ہی نہیں رکھتے ان کو یہ بات سمجھ میں آتی ہی نہیں تو لوگوں ذرا آنکھیں کھول کر تو دیکھو کہ بعض اوقات ناپاک اور مجرم قسم کے لوگ زیادہ خوشحال ہوتے ہیں جیسے اہل مکہ کے سردار تھے اور بہت نیک اور شریف قسم کے لوگ جیسے صحابہ یا انبیاء یا انبیاء کا ساتھ دینے والے بڑی تنگ دستی میں مبتلا ہوتے ہیں اس کا یہ نہیں مطلب کہ اللہ اِن سے ناراض اور اُن سے خوش ہے یہ دنیا کا مال ہے اور یہ اللہ کی مشیت کے تابع ہے یہ اللہ کی مرضی ہے اور رزق کی زیادتی مال کی فراوانی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اللہ اس سے راضی ہے اور مال کی تنگی اللہ کی ناراضگی کی دلیل نہیں ہے اور لوگوں کو یہ بات سمجھ میں ہی نہیں آتی

آیت نمبر 37۔ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ

ترجمہ۔ یہ تمہاری دولت اور تمہاری اولاد نہیں ہے جو تمہیں ہم سے قریب کرتی ہو ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے یہی لوگ ہیں جن کے لیے اُن کے عمل کی دہری جزا ہے، اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے ہوں گے

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ اور نہیں ہے تمہارے مال اور نہ ہی تمہاری اولادیں **بِالَّتِي** وہ جو کہ **"بِ"** جن کے ساتھ **تُقَرِّبُكُمْ** تمہیں قریب کردیں **عِنْدَنَا** ہمارے **زُلْفَىٰ** درجے میں، یہ مصدر ہے اور **تُقَرِبُكُمْ** کے معنی میں ہی ہے (درجہ)اب آپ دیکھیں کہ ایک لفظ ہے **تُقَرِب** اور دوسرا ہے **زُلفَىٰ** اور یہ استعمال ہوتا ہے نزدیک کے لئے اور نزدیک کے لئے قرآن میں بہت سے لفظ استعمال ہوئے ہیں 7 ہوئے ہیں اور یہاں پر 2 آئے ہیں **تُقَرِبُکُم** کا مادہ کیا ہے **(ق ر ب)** اس کے معنی ہوتے ہیں نزدیک ہونا یہ بڑا جامع لفظ ہے کیسے نزدیک ہونا فاصلے کی نزدیکی یا پھر نسب کی نزدیکی یا پھر منزلت کی نزدیکی جگہ کی نزدیکی مختلف طرح سے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے تو کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولادیں ایک مال نہیں **أَمْوَالُ** ہر طرح کا مال جو بھی مال جس کا دنیا میں انسان تصور کر سکتا ہے اور تمہاری اولاد **بِالَّتِي** وہ جو کہ **تُقَرِّبُكُمْ** تمہیں قریب کر دے نزدیک کر دے **عِنْدَنَا** ہمارے یعنی کس کے اللہ تعالیٰ کے **زُلْفَىٰ** کہہ دیا اور یہ مصدر استعمال ہوا ہے کس لئے تاکید کے لئے اور **(ز ل ف)** کے معنی ہوتے ہیں درجے اور مرتبے میں نزدیک آنا جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ (40۔ سورۃ ص)** یقیناً اُس کے لیے

(حضرت سلیمان علیہ السلام) ہمارے ہاں تقرب کا مقام اور بہتر انجام ہے۔ اسی طرح آپ کہتے ہیں کہ وہ فلاں کا ہم زلف ہے اس کے قریب آگیا نا جو دو بہنوں کے شوہر ہوتے ہیں آپس میں ان کا کیا رشتہ ہوتا ہے؟ ہم زلف کا ہوتا ہے اور آپ جنت کے لئے کیا ہے **وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ (30۔ سورۃ التکویر)** جب جنت قریب لائے جائے گی۔ توکسی کو قریب کرنا تو اب کیا ہے کہ درجے میں اور مرتبے میں کیا نزدیک کر دے گی؟ اور نہیں تمہاری اولاد اور تمہاری دولت جو قرب دے دے ہمارا **زُلْفَىٰ** درجے میں مرتبے میں **زُلْفَىٰ** یہاں پہ **تقرب** کے معنی میں ہے تو تمہاری اولاد اور مال جس کی وجہ سے تم سمجھتے ہو کہ ہم اللہ کے بڑے قریبی اور چہیتے ہیں ہم امیر لوگ ہیں مترفین ہیں اور یاد رکھنا یہ مال اور اولاد تمہیں اللہ کے قریب نہیں کر سکتی تمہیں اللہ کا قریبی درجہ نہیں دے سکتی تو پھر کسے درجہ ملے گا ؟ **إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا** مگر جو ایمان لائے اور عمل صالح کرے تو ایمان اور عمل صالح رکھنے والے ہی اللہ کا قریبی درجہ اختیار کر سکتے ہیں مفسرین کہتے ہیں کہ اس جملے کے دو معنی ہیں ایک تو یہی ترجمہ کہ اللہ سے قریب کرنے والی چیز مال اور اولاد نہیں ہے بلکہ ایمان اور عمل صالح ہیں اور دوسرے معنی کیا ہیں کہ مال اور اولاد صرف اس مومن صالح انسان کے لئے ذریعہ تقرب بن سکتے ہیں جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور اپنی اولاد کو اچھی تعلیم و تربیت دے کر اس کو نیک کردار بنانے کی کوشش کرے تو پھر ہی اس کا مال اور اس کی اولاد اس کے لئے ذریعہ تقرب بن سکتے ہیں اس طرح وہ انسان اللہ کا قریبی ہو سکتا ہے سمجھ آئی بات کی، کہ مال اور اولاد شیخی بگارنے کی کوئی چیز نہیں ہے مثلاً بعض لوگوں کے پاس جب مال اور اولاد بہت زیادہ ہوتی ہے تو وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں جیسے سورۃ الکہف میں آپ پڑھ ہی چکیں **أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا (34۔ الکہف)** "میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور تجھ سے زیادہ طاقتور نفری رکھتا ہوں"۔ یا پھر ولید بن مغیرہ کو اپنے مال اور اولاد پر بڑا زعم تھا ابو لہب کو بڑا مال اور اولاد پر زعم تھا تو کیا ہوا؟ **تَبَّتْ**

يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ () مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ (1,2- سورۃ الھب) " ٹوٹ گئے ابولہب کے ہاتھ اور نامراد ہو گیا وہ۔ اُس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا وہ اُس کے کسی کام نہ آیا"۔ کچھ بھی اس کے کام نہ آیا تو مال اور اولاد انسان کے کچھ کام نہیں آنے والی اللہ کا قریبی درجہ مال اور اولاد بھی دلوا سکتی ہے اس کی کثرت نہیں ہاں کب دلوا سکتی ہے؟ جب وہ مال ہو اور اللہ کے راہ میں خرچ ہوتا ہو اور اولاد ہو نیک یہ شرط ہے **إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا** سوائے اس کے جو ایمان لائے اور عمل صالح کرے یعنی وہ خود بھی اور اس کی اولاد بھی تو پھر اللہ کا قریبی درجہ ان کو دلوا سکتی ہے اور اللہ کے قریب کر سکتی ہے **فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ** پس ایسے ہی لوگوں کے لئے بدلہ ہے **الضِّعْفِ (ض ع ف)** اس کے دو معنی ہیں نمبر 1- مِثل،دوگنا کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد کیا ہے کہ مثلاً جیسے ایک چیز ہے تو اس کے مِثل کوئی دوسری چیز اور نمبر 2- اس کے معنی کئی گنا (بڑھا چڑھا کر)کے ہیں ، اس کا ترجمہ **اَمْثَال** سے کیا جاتا ہے مِثل نہیں **اَمْثَال** لا محدود تو جو ایمان لائیں گے اور عملِ صالح کریں گے تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے عمل کی جزا دُگنی ہے دوہری ہے ہمیں یہ بھی ملتا ہے پیچھے آپ نے **ضِعْفَيْنِ** ازواجِ مطہرات کے بارے میں بھی پڑھا اور آپ اس سے پہلے یہ بات بھی پڑھ چکی ہیں کہ انسان دنیا میں جو عمل کرتا ہے تو اس کے عمل کا بدلہ کتنا ملے گا ؟ کئی سو گنا، دس گنا ،سات سو گنا اور کئی سو گنا تو نیت کے مطابق انسان کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جاتا ہے تو یہاں پر بھی ایک اس کے معنی ہیں کہ ان کو ان کے عمل کی جزا دُگنی دی جائے گی اور دوسرے اس کے معنی ہے کہ کئی گنا زیادہ لا محدود ان کو جزا دی جائے گی کیوں دی جائے گی ؟ **بِمَا عَمِلُوا** جو انہوں نے عمل کئے تو یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کو ان کے عمل کی جزا دی جائے گی یا تو دُگنی اور یا پھر یہ کہ کئی گنا زیادہ **وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ** اور یہ وہ لوگ ہیں ایمان اور عملِ صالح کرنے والے یہ وہ لوگ ہیں جو کہ **فِي الْغُرُفَاتِ** میں ہیں **غُرُفَ** کی جمع **غُرُفَات** ہے اور **غُرُفَات** میں **آمِنُون۔** **آمِن** کی جمع **آمِنُون** ہے تو

امن کے ساتھ ہیں تو **غرفات** کسے کہتے ہیں ؟ کمرے کے لئے قرآن میں دو لفظ استعمال ہوئے ہیں ایک ہے **حُجْرَة** کا اور دوسرا ہے **غُرفَة** کا تو **حُجْرَة** عام کمرے کو کہتے ہیں جیسے ازواج مطہرات کے بھی حجرے تھے تو **غُرفَة** کسے کہتے ہیں ؟ غرفہ کے دو معنی ہیں ایک تو درجے کے لحاظ سے اونچا درجہ یعنی جو **غُرفَة** ملے گا ،جو ان کو محل ملے گا، جو ان کو عمارت ملے گی وہ درجے کے لحاظ سے اونچی ہوگی اس بات کا پتہ ہمیں کیسے چلتا ہے مفہوم **حدیث** سے بھی یہ بات پتہ چلتی ہے کہ جو جنت ہے اس کے اوپر نیچے 100 درجے ہیں اور جو اللہ کے نیک بندے ہوں گے جن کی اچھی صفات ہوں گی تو ان کی صفات کے مطابق جنت میں تو نیک لوگ چلے گئے اب جنت میں بھی کون سے درجے پر ہیں کچھ بلندئی درجات پر ہوں گے اور کچھ جنت میں کم تر درجے پر ہوں گے اور پھر ان کی نیکیوں کے مطابق جو ان کو درجے ملیں گے اس کے مطابق ان کا استقبال ہوگا جنت کی نعمتیں حاصل ہوں گی اور جنت میں ان کی مہمان نوازی اور حوصلہ افزائی کی جائے گی اور آپ دیکھیں مثلاً آپ سورۃ الفرقان میں بھی یہ آیت پڑھ چکی ہیں **أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا (75-سورۃ الفرقان)** یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے صبر کا پھل منزل بلند کی شکل میں پائیں گے۔ اور وہاں پہ سورۃ الفرقان میں آپ نے بہت سی صفات بھی پڑھی تھیں آخری رکوع ہے تو وہاں پہ بھی ہمیں **غُرفَة** کا ذکر ملتا ہے اور اس سلسلے میں ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے **غُرفَة** کیسا ہے **مفہومِ حدیث** (بخاری اور مسلم) کہ جنت میں مقربین خاص کے لئے ایسے غرفات ہوں گے جو عام اہل جنت کو ایسے نظر آئیں گے جیسے زمین والے ستاروں کو دیکھتے ہیں (سبحان اللہ) یعنی جنت کے جو سو درجے ہیں اس میں ایک درجے کا دوسرے درجے سے کتنا فرق ہے جنت میں سب ہی ہیں لیکن جو عام جنتی ہیں وہ اونچے درجے والے جنتیوں کو دیکھیں گے تو ان کو ایسا لگے گا جیسے وہ زمین پر ہیں اور وہ ستاروں پر ، اتنا آپس میں فاصلہ ہو گا ۔ اور اسی طرح (مسند احمد، ترمذی کی) ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جنت میں ایسے غرفے ہوں گے جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہوگا۔ جیسے گلاس ہوتا ہے ،شیش محل اور اگر ایسے برتن استعمال کیے جائیں یا ایسا گھر کے شیشے کا بنا ہوا اور اندر سے باہر ، باہر سے اندر نظر آتا ہو تو کیا نظارے ہیں پاکستان میں ایک ایسا ہوٹل بنا اور لوگ بھاگ بھاگ وہاں کھانے کیلئے جانے لگے کہ وہ ایسے شیشے کا بنا ہوا ہے کہ باہر جو آبشاریں اور چیزیں انہوں نے بنائی ہیں وہ نظر آتی ہیں تو گویا کہ کھانے کا مزا بھی اور باہر کے مناظر کا مزا بھی، ہم سب کو یہ چیزیں بڑی پسند آتی ہیں۔ اب رسول اللہ ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ جنت میں ایسے غرفے ہوں گے جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہوگا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ غرفے کن لوگوں کے لئے ہیں (آپ سوچیں تو سہی آپ بھی سوال کریں میں بھی پوچھوں کہ اے اللہ کے نبی یہ کن کو ملیں گے ؟ اللہ کے نبی تو یہاں موجود نہیں ہیں کہ ہم ان سے پوچھ سکتے لیکن ان کی احادیث ہمارے لئے رہنمائی کے لئے موجود ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا : نمبر 1. جو شخص اپنے کلام کو نرم اور پاک رکھے ۔نمبر 2. ہر مسلمان کو سلام کرے۔ نمبر 3. اور لوگوں کو کھانا کھلائے اور نمبر 4 اور رات کو اس وقت تہجد کی نماز پڑھے جب لوگ سو رہے ہوں(۔سبحان اللہ) راتوں کو جاگنے والے ہیں مہمان نواز ہیں سلام کرنے والے کون ہوتے ہیں جو خوش اخلاق ہیں نرمی کرنے والے لڑنے جھگڑنے والے لوگ نہیں ہیں تو میری پیاری بہنوں **بِمَا عَمِلُوا** کیا ہے؟ یہ ہے عمل ۔ **وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ** اور وہ غرفات میں ہیں تو **غُرفَة** کے ایک معنی کیا ہیں کہ درجہ کے لحاظ سے اونچا اور دوسرے معنی ہیں بالائی منزل مثلاً آپ دیکھیں کچھ گھر ایسے ہوتے ہیں جو ایک ہی منزل پر ہوتے ہیں اور کچھ گھر ہوتے ہیں جن کی 2منزلیں ہوتی ہیں تو گھروں میں بھی آپ کیا کرتی ہیں کہ بعض لوگ دو منزلیں 3 منزلیں پسند کرتے ہیں اور اپنا کمرہ اوپر رکھتے ہیں کہ نیچے کا شور شرابہ ہمیں نہیں چاہئے تو نیچے بیٹھک ہے، کچن ہے، لیکن کمرے اوپر رکھے ہیں اور خاموشی سے جاکے اوپر پھر

آرام کرتے ہیں مزے کرتے ہیں تو کیا ہے **وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ** یعنی گویا کہ وہ نیچے کی منزل پر نہیں ہیں اوپر کی منزل پر ہیں یعنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ درجہ کے لحاظ سے بلندی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بناوٹ کے لحاظ سے اونچی جگہ تو اوپر وہ غرفات میں ہوں گے اور پھر آپ دیکھیں گھر کے اندر ہونا اور پھر امن اور سکون کے ساتھ ہونا بڑی بات ہے

آیت نمبر 38۔ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ

ترجمہ۔ رہے وہ لوگ جو ہماری آیات کو نیچا دکھانے کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں، تو وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے

وَالَّذِينَ رہے وہ لوگ **يَسْعَوْنَ** سعی کرنا دوڑ دھوپ کرنا تیزی دکھانا بھاگنا جو دوڑ دھوپ کرتے ہیں **فِي آيَاتِنَا** ہماری آیات میں اور آیات میں جو دوڑ دھوپ کرتے ہیں کس لئے ؟ **مُعَاجِزِينَ** اور اس کے معنی میں نے آپ کو بتائے تھے آپ سورة سبا کی آیت 5 میں بھی پڑھ چکی ہیں ایک دوسرے کو شکست دینے کے قصد سے باہم مسابقت کرنا تو وہ دوڑ دھوپ کرتے ہیں اسلام کو شکست دینے میں سبقت لے جانے میں **أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ** اور وہ عذاب میں ہیں **مُحْضَرُونَ** اس کے معنی کیا ہیں؟ **محضر** کی جمع ہے **مُحْضَرُونَ** اور حاضر کیے جائیں گے گویا کہ یہ مجہول ہے خود نہیں آرہے یہ ذلت اور بے بسی کی تصویر ہے کہ وہ ایسے ذلیل اور رسوا ہوں گے کہ دنیا میں اسلام کو، قرآن کو، پیارے رسول کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کرتے رہے انکار کرتے رہے مذاق اڑاتے رہے لیکن آج یہ **مُحْضَرُونَ** ہیں

آیت نمبر 39۔ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

ترجمہ۔ اے نبی ﷺ،ان سے کہو، "میرا رب اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے جو کچھ تم خرچ کر دیتے ہو اُس کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے، وہ سب رازقوں سے بہتر رازق ہے

قُلْ إِنَّ رَبِّي کہہ دیجئے کہ بے شک میرا رب **يَبْسُطُ الرِّزْقَ** وہ رزق کو کھلا کر دیتا ہے **لِمَنْ يَشَاءُ** جس کے لئے وہ چاہتا ہے **مِنْ عِبَادِهِ** اپنے بندوں میں سے **وَيَقْدِرُ لَهُ** اور وہ کم بھی کر دیتا ہے اور اس کے اندر آپ یہ بھی لے لیجئے **لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ** کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے تو یہ کیا ہے یہ اللہ کی مشیت ہے تو اللہ کی مشیت اللہ کی حکمت کے تابع ہے اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو بڑھاتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو کم کر دیتا ہے تو رزق کی کشادگی اور رزق کی تنگی سب اللہ کے اختیار میں ہے اگر کسی کے پاس ہو تو اس کو کشادگی پر اترانا نہیں چاہئے اور اگر کسی کے پاس رزق کی تنگی ہے اولاد نہیں ہے مال نہیں ہے تو اس کو مایوس بھی نہیں ہونا چاہئے ہر شخص کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے تو دونوں حالتیں اللہ کی حکمت کے تحت ہیں اور اللہ تعالی جن کو دے رہا ہے تو ان کا بھی امتحان لے رہاہے اور جن کو نہیں دے رہا ان کا بھی امتحان لے رہا ہے جن کو دیا ہے تو ان کے شکر کا امتحان اور جن کو نہیں دیا تو ان کے صبر کا امتحان ہے۔ اللہ تعالی نے اس آیت میں کیا کہا جو پیچھے آیت نمبر 35 میں تھا کہ مترفین نے کہا **وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ** تو اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ یہ تمہارے اکڑنے کی بات نہیں ہے یہ تو اللہ کی دین ہے جس کو چاہے زیادہ دے اور جس کو چاہے کم دے تو اس سے ہمیں اور پھر کیا بات پتہ چلتی ہے میں

اورآپ بہت خوش قسمت ہیں وہ جن کی اولاد بہت اچھی ہے تعلیمی لحاظ سے بڑی کامیاب ہے بڑی فرماں بردار ہے بڑی نیک ہے لیکن یہ آپ کا اعزاز نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اس کے اوپر فخر کرنے لگیں اور اترانے لگیں اور کہیں کہ دوسروں کو تو اپنے بچوں کو پالنا بھی نہیں آتا تعلیم و تربیت دینی نہیں آتی **ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ (4. سورۃ الجمعہ)** یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ نے آپ کو توفیق دی تو آپ نے ان کی تعلیم اور تربیت کی۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنی تربیت کا مان کرتے ہیں وہ بھی اس بات کو یاد رکھیں یہ اللہ کی دین ہے اور کچھ لوگ بڑی اچھی گاڑی چلاتے ہیں کبھی ان کو ٹکٹ نہیں ملا یہ اللہ کی دین ہے کہ اللہ نے آپ کو یہ توفیق دی **باذن اللہ** آپ کو اس پر مان نہیں کرنا چاہئے کچھ لوگوں نے اپنے بچوں کو تعلیم بڑی اچھی دی یعنی علم میں انہوں نے بڑی ڈگریاں حاصل کیں تو یہ اللہ کی دین ہے تو دنیا میں جو کچھ میرے اور آپ کے پاس ہے ہمیں قارون اور فرعون نہیں بننا چاہئے مکہ کے سرداروں کی طرح شیخیاں نہیں بگھارنی چاہئیں مترفین نہیں بننا چاہئے کبھی اپنے اوپر اترانا نہیں چاہئے اگر کل کسی کا امتحان میں بہت اچھا نتیجہ آگیا تو وہ کہے کہ میں نے تیاری بڑی اچھی کی تھی اور میں اور پھر میں نہیں بات یہ نہیں ہے یہ اللہ کا فضل ہے جو اللہ نے آپ کو دیا آپ کو یاد کرنے کیلئے آپ کے وقت میں برکت دی آپ کے ذہن میں وہ بات دی اور آپ نے آیتوں کے نمبر تک بتا دیئے بڑی بات ہے ویسے بڑی بات ہے لیکن شکر اس خدا کا جس نے امت محمدی میں ایسے لوگ پیدا کیے تو تعریف اللہ کی ہے تو آگے اصل میں پیغام دے دیا **وَمَا أَنْفَقْتُمْ** اور جو کچھ تم خرچ کروگے **مِنْ شَيْءٍ** چیز میں سے یعنی جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے مال ہے اولاد ہے دنیا میں اللہ نے جو کچھ دیا اس کو تم خرچ کروگے اور یہاں پہ آپ **وَمَا أَنْفَقْتُمْ** کے آگے **فی سبیل اللہ** سمجھیں **فی سبیل اللہ** ہے نہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ تم خرچ کروگے اللہ کے راستے میں جو تمہارے پاس ہے تو ہوتا کیا ہے **فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ** کہ پس وہ اللہ اس کے عوض دے گا تو **خَلَفَ (خ ل ف)** اس کے معنی

کیا ہوتےہیں؟ پیچھے، خلیفہ بھی کہتے ہیں جو پیچھے آتا ہے خلیفہ بنتا ہے(نائب) تو آپ کے پاس کچھ ہے اور آپ نے اس کو خرچ کر دیا تو اللہ اس کے پیچھے اور دے دیتا ہے **وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ** اور وہ **خَيْرُ** ہے **خَيْرُ** یہاں پہ اسم تفضیل کے معنی میں نہیں ہے بلکہ بیانِ صفت ہے معنی کیا ہیں کہ وہ بہتر ہے بہت اچھا ہے **الرَّازِقِين** رازق کی جمع ہے **رَازِقِين** ۔ جو رزق دینے والے ہیں۔ وہ سب رازقوں سے بہترین رزق دینے والا ہے رزق کی کمی بیشی اللہ کی مشیت سے تعلق رکھتی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا سے تعلق نہیں رکھتی تو جب اللہ رزق دے تو اس کو اللہ کے راستے میں دے دینا چاہئے اس کو اللہ کے راستے میں استعمال کرنا چاہئے اور آپ جب دیتے ہیں اور بغیر گنے دیتے ہیں تو اللہ بھی آپ کو بغیر گنے دیتا ہے جب آپ کنجوس بن جاتے ہیں تو اللہ بھی پھر دینے میں کمی کرتا ہے اور ہمیں ایسی احادیث ملتی ہیں جن سے اس بات کا پتہ چلتا ہے مثلاً آپ دیکھیں کہ(بخاری کی روایت ہے) **مفہومِ احادیث** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے آدم کے بیٹے تو دوسروں پر خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس آئیں آپ نے ان سے کہا کہ روپیہ پیسہ ہتھیلی میں بند کر کے مت رکھو ورنہ اللہ بھی تمہارا رزق بند کر کے رکھے گا بلکہ جہاں تک ہو سکے خیرات کرتی رہو۔ عورتوں کا حال کیا ہوتا ہے کہ اپنے پرس وغیرہ کو zip لگا کے بند کر کے رکھتی ہیں موقع آتا ہے خرچ نہیں کرتیں گن گن کے رکھتی ہیں عورتیں یہ زیادہ کرتی ہیں بعض مرد بھی ایسا کرتے ہیں اب کیا کہا جا رہا ہے کہ گن گن کے نہ رکھو بلکہ اس کو کھول کر دو اور اگر تم گن گن کے بند کر کے رکھو گے تو اللہ تمہارا رزق بند کر دے گا پھر اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بڑی خوبصورت ہے(یہ بخاری کی ہے) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندوں پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس دن صبح دو فرشتے نازل نہ ہوں ان میں ایک یوں دعا کرتا ہے یا اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل دے اور دوسرا یوں دعا کرتا ہے یا اللہ بخیل کا مال تباہ کر دے ۔(اسی طرح یہ بخاری کی روایت ہے)

راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ بات اچھی لگے اس کا رزق کشادہ اور اس کی عمر دراز ہو اور تو وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ جو عمر زیادہ چاہتا ہے جو چاہتا ہے اس کو خوب رزق ملے تو اس کو کیا کرنا چاہئے کہ اللہ کی راہ میں دینا چاہئے تو آیت کا یہ حصہ کیا بتا رہا ہے **وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ** معنی یہ ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے رزق زیادہ آتا ہے صدقہ خیرات کرنے والوں کے لئے خوشخبری سنائی جارہی ہے کہ جب اللہ کی رضا میں دوگے خلوصِ نیت کے ساتھ اور اللہ کی خاطر تو اللہ اس کو کئی گنا بڑھا چڑھا کر تمہیں عطا کرے گا کیونکہ حقیقی رازق تو اللہ ہے اور اس کو آپ یوں بھی یاد رکھ سکتی ہیں کہ مثلاً آپ کنواں کھودتی ہیں اور کنویں سے جتنا پانی نکالتی جاتی ہیں اتنا پانی آتا چلا جاتا ہے جب کنویں سے پانی استعمال نہ کیا جائے تو وہ سڑ جاتا ہے پھر اس میں پانی آنا بند ہو جاتا ہے پھر آپ دیکھیں کہ آپ نل کھولتی ہیں آپ پانی لیتی ہیں اور پانی آتا چلا جاتا ہے اور اگر آپ اس کو بند کر دیں زنگ لگ جاتا ہے خراب ہو جاتا ہے تو اصل بات کیا ہے کہ جب انسان اللہ کے راستے میں دیتا چلا جاتا ہے تو اللہ بھی اپنے خزانۂ غیب سے اس کا بدل دیتا چلا جاتا ہے آپ میں سے کچھ لوگوں کو اس بات کا تجربہ ہوا ہوگا آپ کے پاس کپڑے ہیں، برتن ہیں، گھر کے استعمال کرنے کی چیزیں ہیں اور کچھ دینے والے دائیں بائیں نہیں دیکھتے دیتے چلے جاتے ہیں جو کوئی آتا ہے اس کے گھر میں مہمان آ رہے ہیں دوست آ رہے ہیں جس کو ضرورت محسوس ہوتی ہے دیتے ہیں اور آپ دیکھیں آپ کو کئی دفعہ تجربہ ہوا ہوگا کہ اِدھر آپ نے دیا اور اُدھر اس سے بھی اچھی چیز آپ کے پاس آگئی اور فوراً آگئی تو اصل بات کیا ہے کہ خرچ کے مطابق اللہ دنیا میں بدل دیتا چلا جاتا ہے اور جو خرچ کم کرتا ہے تو اس کی پیداوار بھی گھٹا دیتا ہے بعض لوگوں کی تھوڑی زمین ہوتی ہے اس کی پیداوار بہت بڑھ جاتی ہے وہ بہت زیادہ دیتے ہیں دوسرے ان کو دعا دیتے ہیں تو اصل بات پھر کیا ہے جو چیزیں اللہ تعالی نے ہمیں دی ہیں تو

اس کو اللہ کے راستے میں زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا چاہئے اللہ کے راستے میں دینا چاہئے وہ مال ہو یا اولاد **وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ** اور وہ ہے سب رازقوں سے بہتر رزق دینے والا۔ تو یہ جو آیتیں ہیں یہ ہمیں کیا عمل کااصول دیتی ہیں ؟ نمبر 1. توحید اختیار کرنے کا اصول دیتی ہیں شرک کی نفی کرتی ہیں ۔ نمبر 2. جھوٹے جو معبود ہیں وہ سفارشی نہیں ہو سکتے۔ نمبر 3. آخرت کی تیاری۔ آخرت کی تیاری میں مال اور اولاد کی کثرت کام نہیں آئے گی ایمان اور عمل صالح ۔اور ایمان اور عمل صالح کے نتیجے میں بڑے خوبصورت اللہ تعالی درجات عطا کریں گے امن اور سکون کی جگہ اللہ کے پاس ہے اور وہ جنت ہے دنیا میں تو چھن جانے کا ڈر رہتا ہے لیکن اللہ کے ہاں ملے گی اللہ تعالی ہم سب کو عمل کی توفیق عطا کرے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ